| Barelvi Mazhab Aik Ganda Gustaakh Mazhab hai |

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بریلویوں کی مائی سپوراں

(علی حیدر۔۔ناقل) اپنی مسجد میں ایک دن جمعۃ المبارک کا خطبہ دے رہے تھے کہ دروازے کے سامنے سے مائی سپوراں دیوانہ مستانہ وار گزری۔۔ڈھول بج رہے تھے۔۔لوگ رقص کر رہے تھے۔۔اور مائی سپوراں گھوڑے پر سوار تھی۔۔﴿تعجب ہے یہ کوئی شریف زادی تھی یا لاہور کی منڈی کی کوئی فاحشہ جو اس طرح سج دھج کر گھوڑے پر بیٹھ کر مراسیوں کے ساتھ اپنا جلوس نکال رہی تھی۔۔ناقل﴾ لیکن کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس دیوانی عورت کی باطنی کیفیت کیا ہے ﴿اس قسم کی عورتوں کی باطنی کیفیات تو وہی جانیں جن کے تعلقات ہوتے ہیں بھلا ہم شریف زادوں کو کیا پتہ۔۔؟؟ناقل﴾ اور یہ مستانی عورت ولایت کے مقام کی کس منزل اور جذب و مستی کی وادی کی کس گلی میں پہنچ چکی ہے ﴿بہت خوب کیا مستی بھرا جملہ ہے اب تو آپ لوگوں کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ بریلوی طبقہ کے ہاں ''روحانیت'' کے کیا منازل ہیں۔۔ناقل﴾ علی حیدر نے دیکھا تو زبان سے نکل گیا کہ اس واہیات پاگل عورت نے تو جمعہ کا مزہ بھی بار باد کر دیا ﴿حیرت ہے جمعہ کے خطبے کے اندر گفتگو۔۔۔نقل﴾۔مائی سپوراں نے سن لیا۔۔اور آگے گزر گئی۔چند قدم آگے جا کر پھر واپس آئی مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا۔علی حیدرا ﴿واہ کیا محبت بھرا انداز ہے ''حیدرا'' کسی غیر مرد کو بلانے کا، پرانی یاری کا شاخسانہ معلوم ہوتا ہے﴾ کی آکھیا ای۔۔اک واری پھر کہو۔۔اور ساتھ ہی اپنی مست نگاہ سے علی حیدر کی طرف دیکھا ﴿قارئین کرام غور فرمائیں یہ بریلوی مصنف کیسے چٹکلے لے کر یہ واقعہ بیان کر رہا اور ایک غیر عورت کیلئے کیسے فحش جملے استعمال کر رہا ہے غور کریں مست نگاہیں۔۔اگر کوئی یہی لفظ کسی بریلوی کی ماں بہن کیلئے استعمال کر لے تو۔۔۔شرم تم کو مگر نہیں آتی﴾ بس پھر کیا تھا علی حیدر تاب نہ لا سکے ﴿ایسی قاتل اداؤں کی تاب آخر کون لا سکتا ہے﴾ اور بے ہوش ہو کر منبر سے گر پڑے ہوش آیا تو مائی سپوراں کو تلاش میں دیوانہ وار دوڑے۔

مائی دریائے راوی کے کنارے جا چکی تھی مائی سپوراں نے علی حیدر کو دیوانگی کی حالت میں دیکھا تو فوراً گھاس تنکے جمع کر کے کشتی بنا ڈالی اور دریائے راوی کی طوفانی لہروں میں اتر گئی ﴿واہ کوئی بریلوی ہمیں بھی بتائے گا کہ یہ گھاس پوس اور تنکوں کی کشتی کس طرح بنتی ہے اور وہ بھی اتنی مضبوط کے طوفانی لہروں کا مقابلہ کر لے اور وہ بھی چند منٹوں میں بن جائے۔۔۔رب رکھے عقل کھسے ناقل﴾ علی حیدر کنارے پر پکار رہا تھا کہ خدا کیلئے مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو ﴿تا کہ جنگل میں منگل کا مزہ لوٹ سکیں﴾ دریا کے درمیان جا کر مائی سپوراں نے چہرہ سے نقاب اٹھایا تو وہ دیوانی و مستانی عورت ایک خوبصورت باریش مرد تھا ﴿یعنی ٹو ان ون۔۔اسے کہتے ہیں اصل ڈالڈا والی کرامت﴾ آواز دی۔۔علی حیدار۔۔میرے پیچھے پیچھے چلا آ۔۔علی حیدر نے کہا دریا کی طغیانی سے ڈرتا ہوں۔۔مائی سپوراں نے ہاتھ بڑھایا اور علی حیدر کو پکڑ کر دوسرے کنارے پر لے گئی۔۔دونوں کے مزارات سندھیلیا نوالی کے قریب ہیں ﴿بھائی آگے اصل کہانی تو بتائی ہی نہیں کہ جنگل میں جا کر کیا موج مستیاں کی اس مستانی دیوانی نے۔۔؟؟؟؟؟؟؟ناقل﴾

﴿مقامات اولیا، ص ۲۴۶، ۲۴۷ ملاں افتخار الحسن۔مکتبہ نوریہ رضویہ﴾

قارئین کرام آپ کو جو آج آئے دن پیروں کے ہاتھوں عورتوں کی عصمت دری کے واقعات سننے کو ملتے ہیں وہ انہی کہانیوں کا شاخسانہ ہے۔غیر مرد سے پردہ فرض ہے اگر واقع درست ہے تو یہ دونوں فاسق تھے اور قابل تعزیر تھے۔نیز یہ عورت شریف زادی بھی نہیں تھی اس لئے کہ شریف گھرانوں کی عورتیں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی کہ وہ گھوڑے پر بیٹھ کر اس طرح اپنے تماشے نکالے اور اس طرح غیر مردوں کو پکار کر اپنے ساتھ بٹھا کر کسی ویرانے کی طرف لیجایا جائے۔

ہر روز ایک نیا لباس اور ہر رات ایک نیا رنگ ہر صبح ایک نئی ادا اور ہر شام ایک نیا روپ ـــ

پنجابی زبان کے پرانے صوفیاء اور صاحبِ دل شاعروں میں سے جناب علی حیدر مرحوم کا نام شاعری کے آسمان پر ایک روشن تارے کی طرح سے چمکتا رہے گا اور حقیقت شناس لوگ ان کی لکھی ہوئی روح پرور سی حرفیوں اور ان کے ایمان افروز ابیات پڑھ کر آج بھی اپنے دلوں کے پیالوں کو عشق و مستی کی شراب سے لبریز کرتے رہتے ہیں اور وحدت و کثرت کے رموز ـــ حقیقت و معرفت کے نکات اور کیف و وجدان کے اسرار سے آشنائی حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ دنیا کی بے ثباتی ـــ مہر و وفا کی نایابی اور جہانِ فانی کے جال سے نکل کر اللہ تعالیٰ سے لو لگانے اور عشق و محبت کے چراغ جلانے کا درس پا کر اپنے اندر ایک نئی دنیا کو جنم دیتے ہیں ـــ

علی حیدر ـــ صرف ایک پنجابی شاعر ہی نہ تھے بلکہ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم و فاضل اور سندھیلیانوالی کے قریب ایک گاؤں کے امام اور خطیب بھی تھے ـــ

اُن کی یہ رُباعی تو آج بھی زبانِ زدِ خاص و عام ہے۔

الف ـ اکناں نُوں ہس کے یار ملدا اک وچھ فراق دے ماریاں نے
اک چاہڑیاں وصل دی سیج اُتے اِک باہوں پکڑ اُتاریاں نے
اک روز چمن سر دا تاج اوہدا اِک جُتیاں وچہ کھلاریاں نے
علی حیدرا ـ بازی سمجھ کے کھیڈیں تیریاں کچیاں نردان ساریاں نے

اپنی مسجد میں ایک دن جمعۃ المبارک کا خطبہ دے رہے تھے کہ دروازہ کے سامنے سے مائی سیوراں دیوانہ مستانہ وار گزری ـــ

ڈھول بج رہے تھے ـــ لوگ رقص کر رہے تھے ـــ اور مائی سیوراں گھوڑے پر سوار تھی ـــ لیکن کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس دیوانی عورت کی باطنی کیفیت کیا ہے اور یہ

مستانی عورت "ولائیت کے مقام" کی کس منزل اور جذب ومستی کی وادی کی کس گلی میں پہنچ چکی ہے۔

علی حیدر نے دیکھا تو زبان سے نکل گیا کہ اس واہیات پاگل عورت نے تو مجمع کا مزہ بھی برباد کر دیا ہے ـــ

مائی سیوراں نے سن لیا ـــ اور آگے گزر گئی ـــ چند قدم آگے جا کر پھر واپس آئی ـــ مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو کر کہا ـــ علی حیدرا ـــ کی آکھیا ای ـــ اک واری پھر کہو ـــ اور ساتھ ہی اپنی مست نگاہ سے علی حیدر کی طرف دیکھا ـــ

بس پھر کیا تھا ـــ علی حیدر تاب نہ لا سکے اور بے ہوش ہو کر منبر سے گر پڑے ـــ ہوش آیا تو مائی سیوراں کی تلاش میں دیوانہ وار دوڑے ـــ

مائی دریائے راوی کے کنارے جا چکی تھی ـــ مائی سیوراں نے علی حیدر کو دیوانگی کی حالت میں آتے دیکھا تو فوراً گھاس کے تنکے جمع کر کے کشتی بنالی اور دریائے راوی کی طوفانی لہروں میں اتر گئی ـــ

علی حیدر ـــ کنارے پر پکار رہا ہے کہ خدا کے لئے مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو ـــ

دریا کے درمیان میں جا کر مائی سیوراں نے چہرے سے نقاب اٹھایا تو وہ دیوانی ومستانی عورت ایک خوبصورت باریش مرد تھا ـــ

آواز دی ـــ علی حیدرا ـــ میرے پیچھے پیچھے چلا آ ـــ علی حیدر نے کہا دریا کی طغیانی سے ڈرتا ہوں ـــ

مائی سیوراں نے ہاتھ بڑھایا اور علی حیدر کو پکڑ کر دوسرے کنارے پر لے گئی۔

دونوں کے مزارات سندھیلیانوالی کے قریب ہیں ـــ